3

دعوت الی اللہ رضائے الٰہی کا موجب ہے

فرمودہ ۲۸ر جنوری ۱۹۱۶ء

نوٹ :- انچارج شعبہ زود نویسی کی طرف سے اس خطبہ کی اشاعت پر یہ نوٹ شائع ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ایک غیر مطبوعہ خطبہ جو حضور نے آج سے انچاس برس قبل ۱۹۱۶ء میں ارشاد فرمایا تھا پُرانے کاغذات میں سے ملا ہے۔ جو حضرت حافظ عبید اللہ صاحب شہید مبلغ ماریشس نے قلمبند فرمایا تھا۔ یہ خطبہ صیغہ زود نویسی ربوہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]

اور پھر فرمایا کھوئی ہوئی چیز انسان کو جب ملے وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی کوئی چیز ڈھونڈ کر لائے تو اسے ایسی خوشی ہوتی ہے کہ وہ ڈھونڈ کر لانے والے کو انعام دیتا ہے۔ پس کھوئی ہوئی چیز پر طبعاً خوشی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح ناصری نے گناہ کے بخشنے کے متعلق یہ مثال بیان فرمائی ہے[2] کہ ایک شخص تھا اس کے کچھ بیٹے تھے اس کا بہت مال تھا۔ اس نے وہ مال سب بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور کہا کہ جاؤ کھاؤ پیو اور اس روپیہ سے تجارت کرو۔ باقی بیٹے تو مال کما کر لائے مگر ایک نے وہ سب مال کھا پی لیا اور بجائے کما کر لانے کے جو اصل تھا وہ بھی ضائع کر دیا۔ اور آوارہ ہو گیا۔ آخر ایک جگہ جا کر اس نے ملازمت کر لی۔ ایک دن اسے خیال آیا کہ میں جو یہاں مصیبت میں پڑا ہوا ہوں اور میری یہ حالت ہو گئی ہے میں اپنے باپ ہی کے پاس کیوں نہ چلا جاؤں۔ کیونکہ جیسا میں یہاں کھاتا ہوں ایسا تو میرے باپ کے غلاموں اور ان جانوروں کو بھی مل جاتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ جب وہ واپس آیا تو اپنے باپ کے نوکروں کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ ایک نوکر نے جا کر اس کے باپ کو خبر کی کہ تمہارا بیٹا جو چلا گیا تھا فلاں جگہ شرمندہ ہو کر

---

[1] سورہ آل عمران آیت ۱۰۵۔

بیٹھا ہے۔ باپ نے اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو اس کے باپ نے کہا کہ بکرا لاؤ میں قربانی کروں۔ اس دوسرے بھائیوں نے کہا کہ ہم تو مال کما کر لائے تھے ہمارے لئے تو تُو نے قربانی نہیں کی اور جو مال کما کر نہیں بلکہ ضائع کر کے گھر آیا ہے اس کے لئے تو قربانی کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا تم تو زندہ تھے مگر یہ میرے لئے اب زندہ ہوا ہے اس لئے اس خوشی میں بکرا کی قربانی کرتا ہوں کیونکہ جو زندہ ہے وہ تو زندہ ہی ہے اس کا تو غم نہیں مگر جو مرکر زندہ ہوا اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر انسان مال محنت سے کما کر لائے اور وہ گم ہو کر پھر مل جائے تو اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ انسان کے جس قدر جذبات ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات کے ظل ہیں۔ البتہ اللہ تعالےٰ میں وہ صفات زیادہ شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں اور انسان میں کم جب انسان بھی اپنی کھوئی ہوئی چیز پر انعام دیتا ہے تو اگر خدا تعالےٰ کی کھوئی ہوئی چیز کوئی اس کے پاس ڈھونڈ کر لا دے تو وہ تو اسے یقیناً بڑا انعام دے گا۔

مُفْلِحُوْنَ کہہ کر یہ بتایا کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کے مذہب کی طرف لانے والے ہوں گے وہ بڑے بڑے انعام پائیں گے دوسرے گمشدہ وہ لوگ ہیں جو دین سے جاہل سچے دین کو چھوڑنے والے اور انبیاء کی مخالفت کرنے والے قرآن کریم کو چھوڑنے والے ہیں پس جو خدا کی گمشدہ مخلوق کو خدائے تعالےٰ کے پاس لاتا ہے خدا تعالےٰ ضرور اُسے بڑے بڑے انعام دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تشریح ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی سفر پر چلتے وقت بیان فرمائی آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایک رُوح بھی تیرے ذریعہ سے ہدایت پا جائے گی تو دنیا و مافیہا کی سب نعمتوں سے بہتر ہوگا[1]۔ دنیا کی نعمتیں تو محدود اور ایک خاص وقت تک ہی ہیں۔ لیکن جب خدا تم سے راضی ہو جائے گا تو یقیناً غیر محدود نعمتیں غیر محدود زمانہ تک تمہیں ملیں گی جو خدا کی تعلیم سے بھاگنے والوں کو واپس خدا کی طرف لائیں گے خدا تعالےٰ یقیناً ان کو کامیاب اور مظفر و منصور کرے گا وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوں گے۔ اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ ایک باپ کا اگر چھوٹا بچہ بھی جس کے اعضاء بھی اچھے اور مضبوط نہ ہوں گم ہو جائے اور پھر اسے مل جائے تو اسے کس قدر خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی بندہ کے راہ راست پر آ جانے سے خدا تعالےٰ کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے۔ پس قومی ترقی کے لئے اصلاح و ارشاد بڑا ذریعہ ہے بلکہ یہ ترقی حاصل کرنے کا بڑا عجیب ذریعہ ہے ایک تو یہ مصائب کو ٹال دیتا ہے اور دوسرے

---

[1] بخاری کتاب الجہاد باب دعا النبیؐ الاسلام النبوۃ۔

یہ سود در سود ہو کر واپس ملتا ہے۔ ایسے لوگوں کو فائدے ہی فائدے ہیں ان کا مال بڑھتا ہی ہے کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو ترقی اور فائدہ خدا کی طرف سے آتا ہے وہ ستر گنا کے قریب ہوتا ہے اس سے پہلی بات تو یہ ہوگی کہ جماعت بڑھے گی۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اس کو اور بڑھاتا ہوں۔[1] اللہ تعالےٰ کے رستہ کی طرف لانا اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جن قوموں نے اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا وہ کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہوئیں بلکہ وہ کامیاب اور مظفر و منصور ہی ہوئی ہیں۔ جب خدا تعالےٰ ترقی کا وعدہ کرتا ہے تو پھر اور کون اسے روک سکتا ہے۔

اس وقت ہماری جماعت نے خدا تعالےٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذمہ لیا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ ہماری بات کو نہیں سنتے اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اس راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں بلکہ اس آیت میں یہ بھی فرمایا یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو مانے یا نہ مانے۔ اس آیت میں یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو۔ تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ خواہ کوئی اس کی بات کو مانے یا نہ مانے۔

ہماری جماعت میں کم لوگ ہیں جن کے ذریعہ سلسلہ میں لوگ آتے ہیں۔ اکثر حصہ وہ ہے جو اس کام میں پوری طرح اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کا کام ہے۔ بعض ایسے ہیں جن کے ذریعہ ایک بھی جماعت میں نہیں آیا۔ بلکہ ۸۰ فیصدی ایسے لوگ ہوں گے جن کے ذریعہ کوئی بھی فرد سلسلہ میں نہیں آیا۔ لیکن جو کوشش کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ میں جب خلیفہ ہوا مجھے یہ افسوس ہوا کہ میں نے تو ارادہ کیا ہوا تھا کہ دنیا میں پھر کر لوگوں کو ہدایت کی دعوت دوں گا۔ اب خلافت کی وجہ سے یہ کام تو ہو نہیں سکتا۔ انہی ایام میں خدا تعالےٰ نے ایک عیسائی نوجوان کو بھیج دیا کئی دن تک بحث ہوتی رہی آخر خدا تعالےٰ نے اسے مسلمان بنا دیا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے مجھے سمجھایا کہ یہ ضروری نہیں کہ باہر ہی جا کر لوگوں کو سمجھایا جائے جہاں ہم کسی آدمی سے کام لینا چاہتے ہیں وہیں لے سکتے ہیں۔ گو خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت ترقی کر رہی ہے۔ مگر ترقی کی

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۲

رفتار بہت ہی سست ہے۔ ابھی وہ برکات نہیں نازل ہوئیں کہ جن کی وجہ سے فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوں۔

مجھے یہ تحریک اس لئے ہوئی کہ ایک انگریز نے ایک رسالہ لکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جماعت تو اسلامی سمندر میں ایک کیڑا کے برابر ہے۔ واقعہ میں اس کی یہ بات صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایک قطرہ کی طرح ہیں مگر بعض وقت ایک قطرہ اپنا اثر تمام پانی پر ڈال دیتا ہے۔ مثلاً سنکھیا ہی ہے کتنی تھوڑی سی چیز ہے مگر اس کا تھوڑا سا کھا لینا بھی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اور کثرت سے اس قسم کی زہریلی دوائیں ہیں کہ تنکے کے اوپر جس قدر حصّہ آتا ہے۔ وہی کھاتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کھایا جائے تو بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ پھر ایک دیاسلائی کتنی چھوٹی سی چیز ہے مگر تمام جنگل کو جلا دیتی ہے۔ اور شہروں کو خاک سیاہ کر سکتی ہے۔ پھر ہمارے لئے تو خدا تعالےٰ کی پیشگوئیاں اور بڑے بڑے وعدے بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا کہ مسیح دمشق کے مشرق کی طرف نازل ہوگا[1] تعبیر نامہ میں مشرق کی طرف جانا یا مشرق سے آنا ترقی کی علامت ہوتی ہے۔ اس سے یہ مطلب تھا کہ اسلام کی ترقی ہوگی۔ یعنی روحانیت ان لوگوں سے نکل گئی ہوگی۔ وہ آکر ان میں روحانیت پیدا کر دیں گے۔ اور پھر تلوار سے نہیں بلکہ دلائل سے فتح یاب ہوں گے۔ دراصل اس پیشگوئی کا مطلب یہی تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری الفاظ کے بھی پورا کرنے کی کوشش کی۔

پس صداقت کے مدعیوں کو ہمت و استقلال سے کام لینا چاہیئے جب یہ وعدے ہیں کہ لوگ مان لیں گے تو پھر ہمیں چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے ظاہری اور باطنی لفظوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں جو یہاں ہیں اگر وہی اصلاح و ارشاد کا کام پوری طرح سرانجام دیں اور ہماری جماعت کا ہر فرد اس کوشش میں رہے کہ میں ایک آدمی کو سچا مسلمان بنا لوں گا تو اس طرح جماعت بہت جلد دگنی ہو سکتی ہے کہتے ہیں کہ جس شخص نے شطرنج کی کھیل نکالی تھی وہ بادشاہ کے پاس اسے تحفۃً لے گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اسے لاکھ روپے دے دو اس نے کہا حضور میں لاکھ نہیں لیتا آپ شطرنج کے خانوں میں اس طرح روپیہ رکھیں کہ پہلے خانہ میں ایک روپیہ دوسرے میں دو تیسرے میں تین حتیٰ کہ یہ تمام خانے پُر ہو جائیں بادشاہ نے کہا اس پاگل کو سمجھاؤ کہ اس طرح تمہیں نقصان ہوگا۔ خیر اس نے اس کی تجویز

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الفتن۔

مان لی اور خزانچی سے کہا کہ تم ہر خانہ میں پہلے سے دُگنا رکھتے جاؤ۔ وہ رکھتا گیا رکھتے رکھتے اس روپیہ کی تعداد لاکھ سے بڑھ گئی۔ خزانچی نے بادشاہ کو کہا کہ حضور خزانہ تو خالی ہوگیا ہے اور ابھی خانے پُر ہونے باقی رہتے ہیں۔ پس یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اگر ایک احمدی اپنے ساتھ ایک آدمی لائے پھر جو آنے والا ہے وہ کسی اور کو لائے تو اس طرح ہزار سے دو ہزار۔ دو ہزار سے چار ہزار اسی طرح کروڑوں تک تعداد پہنچ سکتی ہے۔ صرف اخلاص اور محبت کی ضرورت ہے جب تک اخلاص نہ ہو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جس میں اخلاص ہوگا وہ خود بخود کوشش کرے گا۔ جب خدا تعالےٰ نے تو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوں گے تو تم کیونکر ناکام ہو سکتے ہو۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے مردوں، عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں میں یہ جوش اور اخلاص پیدا کرے۔ آمین۔ (الفضل ۱۶ رجون ۱۹۶۵ء)